OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

ٹرانس جینڈر اور تبدیلی جنس کا شرعی حکم

Transgender Identity and The Shariah Judgment on Gender Reassignment

Dr. Tahira Firdous
Assistant Professor, Faculty of Islamic Studies, University of Baluchistan, Quetta, Pakistan.
Email: drtahirairfan@gmail.com; ORCID ID: 0000-0002-1553-1133

Dr. Arif Mahmood Mustafai
Sindh Education & Literacy Department, Government of Sindh, Pakistan.
Email: arif.mustafai@gmail.com; ORCID ID: 0000-0002-3539-1473

Dr. Zafar Mahmood Siddiqui
Assistant Professor Islamic Studies, Pakistan Institute of Rehabilitation & Medical Sciences.
Email: thezafar@hotmail.com; ORCID ID: 0000-0002-6121-6572

Received on: 10-01-2025 Accepted on: 12-02-2025

Abstract

Transgender individuals face numerous challenges in society, including discrimination and stigma. In many religious communities, there is also debate and disagreement over the acceptability of gender transition. This paper explores the religious perspective on transgender individuals and gender transition, specifically in the Islamic context. Through a review of Islamic texts, the opinions of Islamic scholars, and contemporary discussions on the topic, this paper seeks to provide a comprehensive understanding of the religious rulings and ethical considerations surrounding gender transition. The key findings of this paper suggest that while some scholars view gender transition as impermissible, others argue that it can be permissible under certain conditions. Ultimately, this paper highlights the need for greater inclusivity and understanding of transgender individuals within religious communities.

Keywords: Transgender, Gender Transition, Islamic Context, Religious Rulings.

ٹرانس جینڈر سے مراد:

بعض افراد ایسے ہوتے ہیں، جن کی جنسی شناخت ان کی اصل جنس کے خلاف ہوتی ہے۔یعنی پیدائش کے وقت ظاہری اعضائے تناسل کے پیش نظر ان کی جو جنس بتائی جاتی ہے، بعد میں داخلی احساسات کی وجہ سے وہ اپنی اس جنس کو قبول نہیں کرتے، اور اپنی جنس اس کے خلاف تصور کرتے ہیں۔اس کیفیت سے دوچار لوگ ٹرانس جینڈر (Transgender) کہلاتے ہیں:

The term "transgender" refers to a person whose sex assigned at birth (i.e. the sex assigned at birth, usually based on external genitalia) doesn't align their gender identity (i.e. one's psychological sense of their gender).[1]

"ٹرانس جینڈر" کی اصطلاح سے مراد وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت دی گئی جنسی شناخت (پیدائش کے وقت عام طور پر جنسی شناخت بیرونی اعضاء تناسل کی بنیاد پر دی جاتی ہے) ان کی صنفی شناخت کے ہم آہنگ نہ ہو (یعنی ان کی اپنی صنف کے بارے میں کسی نفسیاتی احساس کی بناء پر)۔"

ٹرانس جینڈر اور خنثیٰ:

ٹرانس جینڈر ایک جامع اصطلاح (Umbrella term) ہے، جس کے تحت خنثی اور غیر خنثی دونوں طرح کے افراد داخل ہیں۔ جس کی تعریف ما قبل میں گزر چکی جبکہ خنثی وہ افراد کہلاتے ہیں جو پیدائشی طور پر ناقص جنس رکھتے ہیں اور مردانہ اور زنانہ دونوں طرح کی جنسی اعضاء اور علامات کے حامل ہوتے ہیں۔

ٹرانس جینڈر (Transgender) اور خنثیٰ (Hermaphrodite/Intersex) کے بارے میں زبردست غلط فہمی پائی جاتی ہے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ ٹرانس جینڈر خنثی ہی کو کہتے ہیں جبکہ دوسری طرف بعض حضرات کی رائے ہیں کہ خنثیٰ اور ٹرانس جینڈر بالکل دو مختلف چیزیں ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ کہ "ٹرانس جینڈر" اور "خنثی" نہ تو ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور نہ ہی باہم متبائن یا متضاد، بلکہ "ٹرانس جینڈر" عام ہے اور خنثی خاص ہے، بالفاظ دیگر خنثی، ٹرانس جینڈر کا ایک فرد ہے۔ اس کی تائید اس عبارت سے ہوتی ہے:

Other categories of transgender people include androgynous, multigendered, gender nonconforming, third gender, and two-spirit people. Exact definitions of these terms vary from person to person and may change over time, but often include a sense of blending or alternating genders.[2]

"ٹرانس جینڈر لوگوں کی دوسری قسموں میں اینڈروگینس، ملٹی جینڈر، جینڈر نان کنفارمنگ، تھرڈ جینڈر، اور ٹو اسپرٹ پیپل شامل ہیں۔ ان اصطلاحات کی درست تعریفیں ہر فرد کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ بدل سکتی ہیں، لیکن ان افراد میں اکثر مخلوط یا مخالف صنف کا احساس شامل ہوتا ہے۔"

مخنث اور خواجہ سرا:

بعض حضرات نے ٹرانس جینڈر کا ترجمہ "مخنث" سے کیا ہے، جبکہ بعض دیگر حضرات نے اس کا ترجمہ "خواجہ سرا" سے کیا ہے۔ حالانکہ خنثی کی طرح "خواجہ سرا" اور "مخنث" بھی ٹرانس جینڈر کے کلی مصداق نہیں ہیں، بلکہ دونوں اس کے دو الگ افراد ہیں۔ یعنی "ٹرانس جینڈر" عام ہے اور "مخنث" اور "خواجہ سرا" خاص ہیں، "مخنث" عربی لفظ ہے جبکہ "خواجہ سرا" اردو لفظ ہے۔ عربی میں "مخنث" ایسے مرد کو کہتے ہیں جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور تکلفاً زنانہ پن کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ جو مرد چال ڈھال میں زنانہ پن کا مظاہرہ کرتا ہے، اور اپنی

آواز عورتوں کی طرح لوچ دار بناتا ہے، تو عربی میں کہا جاتا ہے، خنث الرجل و تخنث في كلامه۔[3] جبکہ خواجہ سرا جس کو عربی میں "خصی" اور انگریزی میں (Eunuch) کہا جاتا ہے، اس سے مراد وہ مرد ہے، جس کے خصیے اور اعضائے تناسل کاٹ دیئے گئے ہوں، اردو میں اسے "ہیجڑا" اور "زنخا" بھی کہا جاتا ہے۔[4] بہر حال اس سے واضح ہوا کہ ٹرانس جینڈر ایک جامع اصطلاح ہے، اور خنثی، خواجہ سرا اور مخنث وغیرہ اس کے مختلف افراد ہیں۔

تغییر جنس کی شرعی حیثیت پر کلام سے پہلے یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں ٹرانس جینڈر کے افراد کو خنثی اور غیر خنثی میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ اس کی باقی اقسام اور افراد پر گفتگو یہاں غیر متعلق ہے۔ اس حوالے سے یہ واضح رہے کہ جنس کی تغییر کے عنوان سے رائج آپریشن دو طرح کے ٹرانس جینڈر کرواتے ہیں، ایک خنثی جو کہ ناقص جنس رکھتے ہیں، خنثی کی صورت میں تغییر جنس کے آپریشن کا مطالبہ چونکہ فی الوقع ایک حقیقی مرض کے علاج کے زمرے میں آتا ہے، اس لئے اس کی مختلف صورتوں کا شرعی حکم الگ الگ ہے۔ البتہ ایک کامل جنس والے انسان کی طرف سے اس آپریشن کا مطالبہ زیادہ سے زیادہ نفسیاتی عارضے کی وجہ سے ہو سکتا ہے اور اس نفسیاتی الجھن کی وجہ سے وہ اپنی جنس بدلنے کے خواہاں ہوتے ہیں اور اس کے لئے تغییر جنس کا آپریشن کروانا چاہتے ہیں، اس صورت کا شرعی حکم بھی ظاہر ہے کہ مختلف ہے۔

تبدیلی جنس کا حکم:

ا۔ اگر ایک انسان اپنی داخلی تولیدی اعضاء اور خارجی جنسی اعضاء کے اعتبار سے کامل طور پر ایک جنس کا ہو، مثلاً مکمل نر یا مکمل مادہ ہو، تاہم وہ کسی وجہ سے ذہنی طور پر اپنی جنس قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہو تو یہ ایک نفسیاتی مرض ہے، کوئی حقیقی جسمانی مرض نہیں ہے۔ اسی طرح محض ذاتی شوق اور نفسانی خواہش کی وجہ سے اپنی جنس تبدیل کرنے کی طلب بھی شرعی حکم کے پہلو سے اس قسم کے تحت آتی ہے۔ اس صورت میں ایک کامل جنس والا انسان تبدیلی جنس کیلئے جو طبّی عمل اختیار کرتا ہے، حقیقت میں اس عمل سے جنس نہیں بدلتی، بایں طور کہ کامل مرد عورت بن جائے یا کامل مرد عورت بن جائے۔ چنانچہ اس عمل کے بعد انسان کروموسومز کی سطح پر سابق جنس پر برقرار رہتا ہے، اور اسی طرح دیگر خصوصیات مثلاً مرد کے اندر حمل، ماہواری وغیرہ کی صلاحیتیں پیدا نہیں ہوتیں، بلکہ صرف ظاہری اعضاء اور علامات بدل جاتے ہیں۔

اس لئے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ یہ تغییر خلق اللہ ہے، جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِۚ وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا۔[5]

"اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا، اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔"

نیز یہ معلوم امر ہے کہ شرعاً خصی ہونا ناجائز ہے، جو ایک وصف کا ضیاع ہے، تو جنسی اعضاء کا ضیاع بطریق اولی ناجائز ہوگا۔ اسی طرح نبی

کریم ﷺ نے فرمایا:

كنا نغزو مع رسول اللهﷺ، ليس لنا نساء، فقلنا: ألانستخصي؟ فنهانا عن ذلك۔[6]

"ہم آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے، اس دوران ہماری بیویاں ہمارے ساتھ نہیں ہوتی تھیں، تو ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا: کیا ہم خود کو خصی کر سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔"

اسی طرح حدیث شریف میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی گئی ہے، جب صرف مشابہت پر لعنت فرمائی گئی تو باقاعدہ آپریشن کر کے دوسری جنس سے مشابہت کی شناعت اور حرمت بطریق اولی ثابت ہو گی۔

عن ابن عباسؓ قال: لعن النبيﷺ المخنثين من الرجال، والمترجلات من النساء، وقال: أخرجوهم من بيوتكم۔[7]

"حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ زنانہ چال اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ چال اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی، اور حکم دیا کہ انہیں گھروں سے نکال دو۔"

۲۔ البتہ جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے، جس میں کسی انسان کے داخلی تولیدی اعضاء، ہارمونز اور کروموسومز طبّی تحقیق کی رو سے ایک جنس کے ہوں اور اس کے خارجی جنسی اعضاء مشتبہ ہوں، اور اس حالت میں وہ اس ظاہری حالت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو بلکہ اپنی داخلی تولیدی اعضاء کے موافق تصور کرتا ہو اور ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کو آپریشن کے ذریعہ داخلی تولیدی اعضاء کے موافق بدلنا چاہتا ہو تو چونکہ اس صورت میں ظاہری جنسی اعضاء سے معلوم ہونے والی جنس قبول نہ کرنا ایک حقیقی جسمانی مرض ہے، اس لئے اس صورت میں تبدیلی جنس کے عنوان سے رائج آپریشن کے ذریعے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کو داخلی تولیدی اعضاء کے موافق درست کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ تعیین جنس کے مسئلے کے تحت یہ بات واضح ہو چکی کہ انسان کی جنس کی تعیین طبّی رپورٹ کے مطابق داخلی تولیدی اعضاء کی بنیاد پر ہو گی۔

لہذا ایسی صورت میں اس کیلئے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کو آپریشن کے ذریعہ داخلی تولیدی اعضاء کے موافق درست کرنا جائز ہے۔ کیونکہ سابق میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس کی جنس طبّی رپورٹ کی بنیاد پر متعین کی جائے گی اور چونکہ طبّی رپورٹ میں داخلی اعضاء اور ہارمونز کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس لئے اس کی جنس داخلی تولیدی اعضاء اور ہارمونز کے مطابق متعین ہو گی۔ لہذا ظاہری جنسی اعضاء اور علامات میں جو اعضاء اور علامات طبّی رپورٹ سے ثابت شدہ جنس کے خلاف ہوں، وہ زائد عضو کے حکم میں ہوں گے اور اصل جنس میں اشتباہ پیدا کرنے کی وجہ سے ایک عیب شمار ہوں گے، اس لئے ایسے اعضاء اور علامات کو آپریشن کے ذریعے زائل کرنا بلکہ درست کرنا جائز ہو گا۔ نیز اس صورت میں مذکورہ جنسی اعضاء اور علامات کا ازالہ اور اصل جنس کے موافق اعضاء کی درستگی کا عمل تبدیلی جنس نہیں کہلائے گا بلکہ اسے "تعیین جنس" کہا جائے گا۔

متعدد معاصر علمائے کرام نے اس صورت کے جواز کا موقف اختیار کیا ہے، خاص طور سے ڈاکٹر محمد علی البار حفظہ اللہ تعالی نے اپنے تحقیقی مقالہ "مشكلة التي بين الطب والفقه" میں تعیین جنس کیلئے جدید طبّی طریقہ کار کو ترجیح دیتے ہوئے احکام کیلئے اس کو بنیاد بنایا ہے اور اس کے مطابق "تعیین جنس" کے عمل کو درست قرار دیا ہے۔اس کے علاوہ سعودی عرب کے "اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء" اور "هيئة كبار العلماء باللجنة الدائمة" نے اس صورت میں "تعیین جنس" کے جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کیلئے "المجمع الفقهي الإسلامي" کے فیصلہ کو بھی تائید میں نقل کیا ہے:

أولاً: الذكر الذي كملت أعضاء ذكورته-----، ثانيًا: أما من اجتمع في أعضائه علامات النساء والرجال، فينظر فيه إلى الغالب من حاله، فإن غلبت عليه الذكورة جاز علاجه طبيًّا بما يزيل الاشتباه في ذكورته، ومن غلبت عليه علامات الأنوثة جاز علاجه طبيًّا---الخ۔[8]

"اول: وہ مرد جس کے مردانہ أعضاء مکمل ہوں اور وہ عورت جس کے زنانہ أعضاء مکمل ہوں، ان میں سے کسی کیلئے جنس تبدیل کرنا جائز نہیں ہے، جنس تبدیل کرنے والا (اخروی) سزا کا مستحق ہوگا کیونکہ یہ خدا کی تخلیق میں تبدیلی ہے اور خدا تعالیٰ نے جنس کی تبدیلی کو اپنے اس فرمان میں منع کیا ہے، جو کہ اللہ تعالی نے شیطان کے اس قول کے بارے میں مطلع کیا ہے: (اور میں انہیں حکم دوں گا کہ خدا کی تخلیق کو بدل دیں)[النساء:119]۔

صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "خدا کی لعنت ہو گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور منہ کے بال نکالنے والیوں پر اور نکلوانے والیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوبصورتی کے لئے (تاکہ کمسن معلوم ہوں) اللہ کی خلقت بدلنے والیوں پر۔ پھر فرمایا: کیا میں اس شخص پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے، اور یہ اللہ تعالی کی کتاب میں ہے، یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: (اور جو کچھ رسول تمہیں دے، اسے لے لو۔ اور جس چیز سے وہ تمہیں روکے اس سے باز رہو۔"(الحشر: 7)۔

دوسرا: وہ شخص ہے جس کے جنسی اعضاء میں عورتوں اور مردوں دونوں کی علامتیں جمع ہوں تو ایسی صورت میں جو حالت غالب ہوگی اس کا اعتبار ہوگا، اگر مردانگی غالب ہے تو ایسا طبّی علاج کہ جس سے اس کے مرد ہونے میں شک دور ہو جائے، کرنا جائز ہے۔ اگر عورت ہونا غالب ہے تو ایسا طبّی علاج کہ جس سے اس کے عورت ہونے میں شک دور ہو جائے، کرنا جائز ہے۔ اب یہ علاج چاہے سرجری سے ہو، یا ہارمونز سے کیونکہ یہ ایک بیماری ہے، اور علاج بیماری سے شفا حاصل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے، نہ کہ اللہ تعالی کی تخلیق کو بدلنے کیلئے۔"

خنثیٰ مشکل کیلئے تعیین جنس کا شرعی حکم:

گزشتہ سطور میں کامل جنس والے انسان اور خنثیٰ غیر مشکل کیلئے تغییر جنس کے نام سے رائج آپریشن کروانے کا شرعی حکم واضح کیا گیا۔ آئندہ سطور میں خنثیٰ مشکل کیلئے اس آپریشن کے جواز اور عدم جواز پر کلام کیا جائے گا۔ البتہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ شرعاً خنثیٰ مشکل مرد ہے، عورت ہے، یا کوئی تیسری جنس ہے؟

اس پہلو پر گفتگو اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کل مغربی دنیا نے مرد اور عورت کے علاوہ ٹرانس جینڈر، یونی سیکس، مرد خصی، عورت خصی، بائی سیکچول، ملٹی سیکچول، جینڈر بلائنڈنس اور اس طرح کے متعدد دیگر اجناس متعارف کرائی ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے یہ دیکھا جائے کہ شرعا مرد اور عورت کے علاوہ تیسری جنس کا تصور ہے یا نہیں؟

کیا مرد و عورت کے علاہ کوئی جنس ہے؟

اسلام میں انسان کی جنس کے تصور کے بارے میں متعلقہ نصوص کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں اور احادیث طیبہ میں صراحۃً اس سے متعلق ہدایات موجود نہیں ہیں کہ انسان کی جنس نر اور مادہ میں منحصر ہے یا اس کے علاوہ کوئی تیسری جنس بھی ہے۔ البتہ متعدد نصوص سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انسان کی جنس صرف نر اور مادہ میں منحصر ہے، اس کے علاوہ کوئی تیسری جنس شرعا ثابت نہیں ہے۔ چند آیات مبارکہ درج ذیل ہیں:

وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْأُنْثٰى۔[9]

"اور قسم ہے اس کی جس نے نر و مادہ بنائے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔[10]

"سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک ہے۔"

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمایا ہے، بعض کو نر اور بعض کو مادہ پیدا فرمایا ہے۔ نر اور مادہ کے علاوہ کوئی تیسری جنس اللہ تعالی نے پیدا نہیں فرمائی۔

خنثیٰ مشکل کیلئے تعیین جنس کا مسئلہ:

یہاں تک یہ بات واضح ہو چکی کہ خنثیٰ مشکل بھی خنثیٰ غیر مشکل کی طرح کوئی تیسری جنس نہیں ہے، بلکہ وہ بھی فی الواقع مرد یا عورت ہوتا ہے۔ لہذا خنثیٰ مشکل کیلئے کوئی ایک جنس اختیار کرنے کیلئے تغییر جنس کے نام سے رائج آپریشن کروانے کا حکم وہی ہے جو خنثیٰ غیر مشکل کا ہے۔ آج کل متعدد طبّی جانچوں کے ذریعے یہ معلوم کرنا ممکن ہو گیا ہے کہ خنثیٰ مشکل کے اندر غالب جنس کی علامات کا ادراک ہو سکتا ہے، لہذا اگر طبّی جانچوں کے ذریعے خنثیٰ مشکل کو کسی ایک جنس کے تابع قرار دیا جاتا ہے، تب تو اس کا حکم واضح ہے کہ خنثیٰ غیر مشکل کی طرح اس کیلئے بھی اسی جنس کو اختیار کرنا جائز ہے۔

تاہم اگر بالفرض طبّی جانچوں کے نتیجے میں خنثی مشکل برقرار رہے اور کسی ایک جانب کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں سوال باقی رہے گا کہ خنثی مشکل کیلئے ایک جنس اختیار کرنا اور اس کیلئے آپریشن کروانا شرعا جائز ہوگا یا نہیں؟ اس کے جواب میں بنیادی طور پر تغییر خلق اللہ والا حکم متوجہ ہوگا، جس کی روسے اسے بظاہر ناجائز کہا جائے گا۔

تغییر خلق اللہ کا مفہوم:

تغییر خلق اللہ کا حکم دراصل قرآن کریم کی درج ذیل آیت کریمہ سے ماخوذ ہے:

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا۔[11]

"اور انہیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا، اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔"

اس آیت میں جانوروں کے کان کاٹنے کو تغییر خلق اللہ قرار دے کر ممنوع کیا گیا ہے۔ لیکن حضرات فقہاء کرام نے اس کا حکم صرف جانوروں کے کان کاٹنے تک محدود نہیں قرار دیا ہے بلکہ اس کا مصداق عام قرار دیا ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ تغییر مخلق اللہ کا اصل مورد اور مصداق سمجھا جائے تاکہ اس کی روشنی میں خنثی مشکل کا زیر بحث مسئلہ حل ہو سکے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے جسم میں ہر طرح کی تبدیلی تغییر خلق اللہ کے تحت داخل نہیں ہے، کیونکہ خود فقہاء کرام نے حج کیلئے ساتھ لینے والے بدنہ کے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنے کا ذکر کیا ہے، جس سے لوگ اسے حج کا بدنہ سمجھ کر ہاتھ نہیں لگاتے۔ تو ظاہر ہے ایسا کرنا جائز ہے اور یہ تغییر خلق اللہ میں نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے جسم میں مطلق تبدیلی ممنوع نہیں ہے۔ اور نہ ہی مطلق تبدیلی تغییر خلق اللہ کے زمرے میں آتی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ پھر وہ کونسی تبدیلی ہے جو تغییر خلق اللہ کے تحت آتی ہے؟

امام ابن عطیہ رحمہ اللہ اس آیت کے تحت مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد بڑی اہم بات فرمائی ہے جو تغییر خلق اللہ کے مفہوم کے لئے ایک ضابط کلی کی حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

وملاك تفسير هذه الآية أن كل تغيير ضار فهو في الآية، وكل تغيير نافع فهومباح۔[12]

"ہر وہ تغییر جو ضرررساں ہو، وہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہے (اور ناجائز ہے) جبکہ ہر وہ تغییر جو نافع ہو (وہ اس آیت میں داخل نہیں) اور جائز ہے۔"

اس توجیہ پر دیکھا جائے تو ہمارا زیر بحث مسئلہ بآسانی حل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی روسے کوئی مفید اور نافع تبدیلی جائز ہے، اور ظاہر ہے کہ خنثی مشکل کیلئے ایک جنس اختیار کرنا نافع ہی ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ ایک کامل جنس والے انسان کی طرح اور متعدد سماجی مشکلات سے بچ کر عزت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ اس لئے اس تفصیل کی روشنی میں خنثی مشکل کیلئے کوئی ایک جنس اختیار کرنے کی گنجائش معلوم ہوئی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

"تعیین جنس" کس طرح کی جائے گی؟

گزشتہ سطور مین "تعیین جنس" کو جائز قرار دیا گیا، لیکن یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ کون سا معیار ہے کہ جس کی بنیاد پر خنثی مشکل و غیر مشکل میں جنس کی تعیین کی جائے گی؟ اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں، دونوں کو الگ الگ دیکھنا اور ان میں جنس کی تعیین پر سیر حاصل گفتگو کرنا ضروری ہے۔

"تعیین جنس" کی پہلی صورت:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر ایک انسان داخلی تولیدی اعضاء اور خارجی جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کے اعتبار سے کامل طور پر ایک ہی جنس کا ہو، مثلاً: کامل طور پر نر یا کامل طور پر مادہ ہو، تاہم وہ کسی وجہ سے داخلی احساسات کی بناء پر خود کو اس کے خلاف تصور کرتا ہو، یعنی جسمانی طور پر وہ کامل مرد ہے، لیکن داخلی احساسات کی وجہ سے وہ خود کو عورت سمجھتا ہے۔ یا جسمانی اعتبار سے وہ کامل عورت ہے، لیکن داخلی احساسات کی وجہ سے وہ خود کو مرد خیال کرتی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی جنس یعنی اس کے نر یا مادہ ہونے کا تعین کس بنیاد پر کیا جائے گا؟ اس کی جسمانی حالت کی بنیاد پر یا اس کے داخلی احساسات کی بنیاد پر؟

شرعی، عقلی اور طبّی تینوں نقطہ ہائے نظر کی رو سے مذکورہ صورت میں انسان کی جنس اس کی ظاہری اور جسمانی اعضاء اور علامات کی بنیاد پر متعین کی جائے گی، نہ کہ اس کے داخلی احساسات کی بنیاد پر۔ اور ان تینوں نقطہ ہائے نظر سے یہ بات بالکل ظاہر ہے۔

"تعیین جنس" کی دوسری صورت:

"تعیین جنس" کی دوسری صورت یہ ہے کہ داخلی نظام تولید اور ظاہری جنسی اعضاء کے درمیان اشتباہ کی صورت میں انسان کی جنس کی تعیین کیسے کی جائے گی؟ یعنی اگر ایک انسان طبّی معائنے کے نتیجے میں اپنے داخلی نظام کے اعتبار سے مرد ہے، لیکن ظاہری جنسی اعضاء اور علامات کے اعتبار سے عورت کے مشابہ ہے یا ظاہری علامات میں اشتباہ ہے، تو ایسی صورت میں اس کی جنس کا فیصلہ کس بنیاد پر کیا جائے گا، اس میں طبّی رپورٹ کے مطابق داخلی نظام تولید، کروموسومز اور ہارمونز کا اعتبار کیا جائے گا، یا ظاہری جنسی اعضاء کی بنیاد پر اس کی جنس متعین کی جائے گی؟

اس کیلئے ایک معیار اور طریقہ کار وہ ہے جو حضرات فقہاء کرام نے فقہ کی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے اور دوسرا معیار وہ ہے جو آج کل جدید طبّی تحقیقات کی بنیاد پر اطبّاء نے اختیار کیا ہے۔ موجودہ دور میں ان دونوں میں سے کون سا معیار اور طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے؟ اس کیلئے مذکورہ دونوں معیارات کو جاننا ضروری ہے۔

فقہاء کرام کا تجویز کردہ معیار:

اس معیار کے مطابق انسان کی جنس (یعنی نر یا مادہ ہونے) کی تعیین اس کے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کے ذریعے ہوتی ہے، نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کے جمع ہونے کی صورت میں، غالب جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس

حالت کو "خنثیٰ غیر مشکل" کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی صورت میں نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء اور جسمانی علامات بالکل یکساں ہوں، اور کسی ایک جانب کو غالب قرار دینا ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت کو "خنثیٰ مشکل" کہا جاتا ہے۔

"يجب أن يعلم بأن الخنثى من يكون له مخرجان قال البقالي - رحمه الله تعالى - أو لا يكون له واحد منهما ويخرج البول من ثقبة ويعتبر المبال في حقه-------الخ۔[13]

"یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ خنثیٰ وہ ہے جس کے پیشاب کے دو راستے ہوں یا اس کچھ بھی نہ ہو اور پیشاب ایک سوراخ سے نکلتا ہو، "الذخیرہ" میں ہے کہ ایسی صورت میں پیشاب کی جگہ سے جنس کی تعیین کی جائے گی، اگر اس نے ذکر سے پیشاب کیا تو وہ لڑکا ہے اور اگر اس نے فرج سے پیشاب کیا تو وہ لڑکی ہے اور اگر وہ دونوں سے پیشاب کرتا ہے تو ایسی صورت میں اسبق (جہاں سے پہلے نکلے) کا اعتبار ہوگا، ایسا "ہدایہ" میں ہے، اور اگر دونوں مجارج سے ایک ساتھ نکلے تو یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خنثیٰ مشکل ہے کیونکہ ایک ہی جنس میں کثرت کی بنا پر ترجیح نہیں دینا ممکن نہیں۔ صاحبین کے ہاں یہ جس مخرج سے زیادہ نکلتا ہو، اس کا اعتبار ہوگا، اور اگر دونوں سے ایک جتنا نکلتا ہو تو یہ بالاتفاق خنثیٰ مشکل ہوگا۔ ایسا "الکافی" میں ہے۔

یہ تمام تفصیل بلوغت سے پہلے کی صورت میں ہے۔ البتہ بلوغت اور ادراک کے بعد یہ اشتباہ ان اوصاف سے زائل ہوگا: اگر بالغ ہونے کے بعد اس نے ذکر سے ہمبستری کی تو وہ مرد ہے۔ یہی حکم ہوگا اگر اس نے اپنے ذکر سے ہمبستری نہ کی ہو لیکن اس کی داڑھی نکل آئے تو وہ مرد ہے۔ ایسا "الذخیرہ" میں ہے۔ یہی حکم ہوگا اگر اسے مرد کی طرح احتلام ہوا یا اگر اس کی چھاتی (مرد جیسی) چپٹی ہو۔ لیکن اگر اس کی چھاتی عورت کی چھاتی جیسی ہو یا اس کے چھاتی میں دودھ میں اتر آیا یا اسے حیض آیا ہو یا وہ حاملہ ہوئی ہو یا فرج میں اس سے مباشرت کی سکتی ہو تو یہ عورت ہے۔ اگر ان علامات میں سے کوئی ایک بھی ظاہر نہیں ہوتی یا ان علامات میں تعارض ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے۔ ایسا: "ہدایہ" میں ہے۔"

میڈیکل سائنس کا تجویز کردہ معیار:

جدید طبّی تحقیق کی رو سے، انسان کی جنس کا تعلق اس کے کروموسومز، ہارمونز اور اس کے تولیدی اعضاء یعنی بیضہ دانی اور خصیہ (Ovaries & Testes) سے ہے۔ نر کے خلیات میں پائے جانے والے جنسی کروموسومز "XY" ہوتے ہیں، جبکہ مادہ کے خلیات میں پائے جانے والے جنسی کروموسومز "XX" ہوتے ہیں، اسی طرح "بیضہ دانیاں اور رحم" مادہ کے تولیدی اعضاء ہیں، جبکہ "خصیہ "نر کا تولیدی عضو ہے۔

بعض دفعہ کسی انسان کے مذکورہ تولیدی اعضاء (رحم اور خصیہ) اور اس کے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات میں اختلاف پایا جاتا ہے، یا ظاہری اعضاء مشتبہ ہوتے ہیں، مثلا: اس کے تولیدی اعضاء تو متعین جنس (نر یا مادہ) کے ہوتے ہیں، تاہم اس کے جنسی اعضاء اور جسمانی علامات مشتبہ ہوتی ہیں۔ اس حالت کو "خنثیٰ کاذب "(Pseudo Hemaphrodite) کہا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

اگر داخلی تولیدی اعضاء نر کے ہوں، اور خارجی جنسی اعضاء مادہ کے مشابہ ہوں، تو اسے "نر خنثیٰ کاذب" (Pseudo Male

(Hermaphrodite) کہاجاتاہے،اس صورت میں داخلی تولیدی اعضاءاور کروموسومز مذکر کے ہونے کی وجہ سے طبّی تحقیق کے مطابق اس کی اصل جنس مرد کی ہوتی ہے، لیکن ہارمونز میں خلل کی وجہ سے ظاہری اعضاء بادی النظر میں مادہ کے جنسی اعضاء کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں۔اس صورت میں خارجی جنسی اعضاء کے آپریشن کے بعد یہ خنثیٰ مکمل مرد بن سکتا ہے،اوراس کے بعد مردانہ جنسی سرگرمیاں سرانجام دے سکتا ہے۔

دوسری قسم:

اگر داخلی تولیدی اعضاء مادہ کے ہوں، تاہم خارجی جنسی اعضاء نر کے مشابہ ہوں، تو اسے "مادہ خنثیٰ کاذب" (Pseudo Female Hermaphrodite) کہاجاتاہے،اس صورت میں داخلی تولیدی اعضاءاور کروموسومز مادہ کے ہونے کی وجہ سے طبّی اعتبار سے اصل جنس مادہ کی ہوتی ہے،البتہ ہارمونز میں خلل کی وجہ سے ظاہری جنسی اعضاءبظاہر مرد کے مشابہ ہوتے ہیں۔اس صورت میں بھی ظاہری جنسی اعضاء کے آپریشن کے بعد یہ خنثیٰ مکمل عورت بن سکتی ہے،اور بعدازاں تمام تر سرگرمیاں، مثلاً: حمل اور ولادت وغیرہ سرانجام دے سکتی ہے۔بعض نادر حالات میں داخلی تولیدی اعضاء یعنی بیضہ دانی اور خصیہ دونوں جمع ہو جاتے ہیں، اس حالت کو خنثیٰ حقیقی (True Hermaphrodite) کہاجاتاہے۔

راجح معیار:

حضرات فقہاء کرام نے بول اور ظاہری علامات کو معیار مقرر فرمایاہے جبکہ میڈیکل سائنس نے تولیدی اعضاءپر بنیاد رکھی ہے۔اس لئے دونوں معیارات کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتاہے کہ یہ دونوں الگ الگ موقف ہیں۔لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ ان دونوں معیارات میں کوئی تعارض نہیں ہے،بلکہ دونوں ایک ہی ہیں۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ دراصل فقہاء کرام نے قبل البلوغ بول کااعتبار ضرور کیاہے، لیکن بعدالبلوغ خود فقہاء کرام نے بھی حیض،احتلام، حمل اور ولادت وغیرہ کااعتبار کیاہے،اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ سب نظام تولید سے متعلق علامات اور سرگرمیاں ہیں۔جیساکہ گزشتہ سطور میں ذکر کی گئی "ہندیہ" کی عبارت سے واضح ہو چکاہے۔

جس سے یہ معلوم ہواکہ بعدالبلوغ خود فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق بول کااعتبار نہیں، بلکہ بول کے مقابلے میں حمل اور ولادت جو تولیدی سرگرمیاں ہیں،ان کو ترجیح دی جائے گی۔اس لئے بعدالبلوغ والی صورت میں فقہی اور طبّی معیار میں کوئی جوہری تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ اطباء بیضہ دانی، بچہ دانی اور خصیتین وغیرہ کااعتبار کرتے ہیں،اور فقہاء کرام ان اعضاء کی سرگرمیوں یعنی حیض،احتلام اور حمل وولادت کااعتبار کرتے ہیں۔

البتہ یہاں یہ سوال باقی رہے گاکہ قبل البلوغ تو بہرحال فقہاء کرام نے بول ہی کااعتبار کیاہے، جبکہ طبّی معیار قبل البلوغ بھی تولیدی نظام کا اعتبار کرتاہے، لہذاکم ازکم قبل البلوغ دونوں معیارات میں تعارض پایاجائے گا۔اس کاجواب یہ دیاجاسکتاہے کہ فقہاء کرام نے بعدالبلوغ حمل اور ولادت وغیرہ کااعتبار کیاہے اوران کو بول پر ترجیح دی ہے، تواس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بول کوئی اصل اور بنیادی

معیار نہیں ہے، ان حضرات کے نزدیک اصل معیار ذکورت اور انوثت کی علامات کی بنیاد پر ان کے درمیان تمیز، اور اس بناء پر ان دونوں میں سے ایک کی تعیین ہے، جو قبل البلوغ بول کے ذریعے ممکن ہے، اور بعد البلوغ دیگر علامات سے بھی متحقق ہوتی ہے، اس لئے انہوں ان علامات کا ذکر بعد البلوغ کیا ہے۔

لیکن قبل البلوغ ان علامات کے ذکر نہ کرنے سے ان حضرات کا مطلب یہ نہیں کہ تب یہ علامات معتبر ہی نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ عادتاً حمل اور ولادت وغیرہ کا ظہور بلوغت کے بعد ہی ہوتا ہے، اس لئے ان حضرات نے ان علامات اور "تعیین جنس" میں ان کے اعتبار کو بلوغت کے بعد ذکر فرمایا ہے۔ لیکن آج کل چونکہ طبّی معائنے کے ذریعے قبل البلوغ بھی ان علامات کا ادراک ممکن ہے، اس لئے اب قبل البلوغ طبّی معائنے کے ذریعے ان علامات کو معلوم کر کے، ان کو بول کے مقابلے میں راجح قرار دیا جاسکتا ہے، جیسا کہ بعد البلوغ خود حضرات فقہاء کرام نے ان کو بول پر ترجیح دی ہے۔

اس لئے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبل البلوغ بھی فقہی اور طبّی معیار میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ دونوں معیار ایک ہی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ فقہی معیار میں حمل اور ولادت وغیرہ کو بعد البلوغ ہی ذکر کیا گیا ہے، جس کی وجہ عرض کر دی گئی کہ سابقہ ادوار میں چونکہ قبل البلوغ تولیدی نظام کا ادراک ممکن نہ تھا، اس لئے اس سے تعرض بھی نہیں کیا گیا۔ اور آج کل چونکہ قبل البلوغ بھی طبّی جانچوں کے ذریعے اس کا ادراک ممکن ہے، اس لئے "تعیین جنس" کے جدید طبّی معیار میں قبل البلوغ اور بعد البلوغ دونوں حالتوں میں حمل اور ولادت اور نظام تولید کی دیگر سرگرمیوں اور خصوصیات کا اعتبار کیا جاتا ہے، جو تولیدی اعضاء جنسی کروموسومز اور جنسی ہارمونز کے طبّی معائنے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ لہذا اب قبل البلوغ اور بعد البلوغ دونوں حالتوں میں طبّی معائنے کے ذریعے تولیدی اعضاء جنسی کروموسومز اور جنسی ہارمونز کی بنیاد پر جنس کی تعیین کی جائے گی، اور اس بنیاد پر متعین شدہ جنس کے احکام جاری ہوں گے۔

حاصل بحث:

۱۔ ٹرانس جینڈر ایک جامع اصطلاح ہے۔ خنثیٰ (مشکل وغیر مشکل)، مخنث اور خواجہ سرا وغیرہ اس کے مختلف افراد ہیں۔

۲۔ اگر کوئی شخص داخلی تولیدی اعضاء اور خارجی جنسی اعضاء کے اعتبار سے کامل طور پر مرد یا عورت ہو اور وہ محض اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے اپنی ظاہرہ جنس تبدیل کرنا چاہتا ہو تو ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں اور یہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

۳۔ اگر کسی شخص کے داخلی تولیدی اعضاء یعنی ہارمونز اور کروموسومز میڈیکل رپورٹ کی رو سے ایک جنس کے ہوں اور اس کے خارجی جنسی اعضاء مشتبہ ہوں (خنثیٰ غیر مشکل) تو ایسی صورت میں داخلی تولیدی اعضاء کے مطابق جنس اختیار کرنا جائز ہے۔ ظاہری جنسی مشتبہ اعضاء زائد عضو کے حکم میں ہوں گے۔ اس عمل کو "تعیین جنس" کیلئے کیا جانے والا آپریشن کہا جائے گا۔

۴۔ اسلام کے تصور جنس کے مطابق چونکہ اجناس صرف دو ہیں: مرد اور عورت، لہذا خنثیٰ مشکل کا بھی یقیناً ایک جنس سے تعلق ہے اور آج کل متعدد طبّی جانچوں کے ذریعے یہ معلوم کرنا ممکن ہو گیا ہے کہ خنثیٰ مشکل کے اندر کس جنس کی علامات غالب ہیں، لہذا میڈیکل ٹیسٹ کے

نتیجے میں خنثیٰ مشکل کیلئے غالب جنس کو اختیار کرنا جائز ہے۔

۵۔ لیکن میڈیکل ٹیسٹ کے بعد بھی اشتباہ باقی رہے اور کوئی جہت متعین نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں چونکہ یہ تغییر خلق اللہ کے تحت نہیں آتا اور کوئی جنس اختیار کرنا نافع تبدیلی ہے، لہذا خنثیٰ مشکل کا کسی ایک جنس کو اختیار کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

۶۔ "تعیین جنس" میں فقہاء کرام نے قبل البلوغ ظاہری جنسی علامات کو مدار بنایا ہے اور بعد البلوغ حیض، احتلام، حمل اور ولادت وغیرہ کا اعتبار کیا ہے۔ جبکہ میڈیکل سائنس نے "تعیین جنس" میں کروموسومز، ہارمونز اور اس کے تولیدی اعضاء یعنی بیضہ دانی اور خصیہ کو مدار بنایا ہے۔

۷۔ "تعیین جنس" کے ان دونوں معاییر میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت ایسا ہے نہیں۔ وہ یوں کہ فقہاء کرام نے بھی بعد البلوغ داخلی تولیدی اعضاء کی سرگرمیوں کا ہی اعتبار کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ بعد البلوغ فقہی اور طبّی معیار میں کوئی جوہری تعارض نہیں۔ البتہ قبل البلوغ رفع تعارض کیلئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء نے بعد البلوغ حمل اور ولادت وغیرہ کا اعتبار کیا ہے اور ان کو (قبل البلوغ والے معیار) بول پر ترجیح دی ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بول کوئی اصل اور بنیادی معیار نہیں اور قبل البلوغ بول کو معیار بنانے کی وجہ داخلی تولیدی اعضاء کے علم پر عدم قدرت تھی جو موجودہ دور نہیں رہی۔

۸۔ اس لئے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبل البلوغ بھی فقہی اور طبّی معیار میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ دونوں معیار ایک ہی ہیں، لہذا اب قبل البلوغ اور بعد البلوغ دونوں حالتوں میں طبّی معائنے کے ذریعے تولیدی اعضاء، جنسی کروموسومز اور جنسی ہارمونز کی بنیاد پر جنس کی تعیین کی جائے گی، اور اس بنیاد پر متعین شدہ جنس کے احکام جاری ہوں گے۔

حوالہ جات

1 https://www.psychiatry.org/patients-families/gender-dysphoria/what-is-gender-dysphoria
2 Thomson, Tamara, Transgender People. Greenhaven Press, 2015, Page no 15

3 الزبیدی، مرتضی، تاج العروس من جواھر القاموس، دار الفکر، 2004ء، جلد 5، صفحہ 240

4 مولوی، فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ (پرائیویٹ)، 2012ء، صفحہ 1390

5 القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت 119

6 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری: کتاب الجھاد والسیر، دار الکتاب العربی، 2017ء، رقم الحدیث 3012

7 صحیح بخاری: کتاب اللباس والزینہ، محولہ بالا، رقم الحدیث 5578

8 المجمع الفقهى الإسلامى، تحويل الذكر إلى أنثى، وبالعكس، المنعقدة بمكه المكرمه، 1989ء، جلد 47، صفحہ 52

9 القرآن الکریم، سورۃ اللیل، آیت 3

10 القرآن الکریم، سورۃ الشوریٰ، آیات 49-50

[11] القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت 119

[12] ابن عطیۃ، ابوالوفاء عزالدین عبدالسلام بن عبداللہ بن محمد، تفسیر ابن عطیہ، المحور الوجیز فی تعمیر الکتاب العزیز، دار المعرفہ، 1993ء، جلد 2، صفحہ 115

[13] جماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیۃ، دار الکتب العلمیہ، 1421ھ، جلد 6، صفحہ 437

References

1. https://www.psychiatry.org/patients-families/gender-dysphoria/what-is-gender-dysphoria
2. Thomson, Tamara, Transgender People. Greenhaven Press, 2015, Page no 15
3. Al-Zubaidi, Murtada, Taj al-Arus min Jawahir al-Qamus, Dar al-Fikr, 2004, Volume 5, Page 240
4. Mawlawi, Firuz al-Din, Firuz al-Lughat, Firuz Sunz Lamt (Parayot), 2012, Page 1390
5. The Holy Quran, Surah An-Nisa, Verse 119
6. Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Sahih al-Bukhari: Book of Jihad and Expeditions, Dar al-Kitab al-Arabi, 2017, Hadith No. 3012
7. Sahih al-Bukhari: Book of Clothing and Adornment, Converted to Female, Hadith No. 5578
8. The Islamic Fiqh Academy, Transitioning Male to Female, and Vice Versa, held in Makkah al-Mukarramah, 1989, Volume 47, Page 52
9. The Holy Quran, Surah Al-Layl, Verse 3
10. The Holy Quran, Surah Ash-Shura, Verses 49-50
11. The Holy Quran, Surah Women, verse 119
12. Ibn Atiyya, Abu al-Wafa' 'Izz al-Din 'Abd al-Salam ibn 'Abd Allah ibn Muhammad, Tafsir Ibn Atiyya, Al-Mahwar al-Wajiz fi Ta'mir al-Kitab al-'Aziz, Dar al-Ma'rifa, 1993, vol. 2, p. 115
13. A group of Indian scholars, Al-Fatawa al-Hindiyya, Dar al-Kutub al-'Ilmiyya, 1421 AH, vol. 6, p. 437